پر مشتمل ہے، ان اقدامات پر شدید منفی ردعمل کا اظہار کیا گیا۔ اس پر صدر نمیری نے عدیس ابابا معاہدے کے نتیجے میں قائم ہونے والی جنوبی سوڈان کی حکومت کو ختم کر دیا۔ یوں گیارہ سال کے وقفے کے بعد یہاں پھر مسلح بغاوت شروع ہوگئی جسے کچلنے کے لیے سوڈانی فوج حرکت میں آ گئی۔ اس طرح یہ علاقہ از سرِ نو خانہ جنگی کا شکار ہو گیا۔ قومی معیشت پر اس خانہ جنگی کے انتہائی تباہ کن اثرات مرتب ہوئے، افراطِ زر اور مہنگائی قابو سے باہر ہوگئی اور سوڈانی پونڈ اپنی ۸۰ فی صد قدر کھو بیٹھا۔

ان حالات میں چھ اپریل ۱۹۸۵ء کو فوجی افسروں کے ایک گروپ نے مسلح افواج کے سربراہ اور وزیر دفاع لیفٹننٹ جنرل عبدالرحمٰن سوار الذہب کی قیادت میں صدر نمیری کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ نئے فوجی انقلاب کے بعد نمیری نے مصر میں سیاسی پناہ حاصل کی۔ جنرل سوار الذہب نے حکومت کے معاملات چلانے کے لیے پندرہ رکنی عبوری فوجی کونسل بنائی اور چھ اپریل ۱۹۸۵ء سے چھ مئی ۱۹۸۶ء تک اس کے چیئرمین کی حیثیت سے حکومت کی۔ انہوں نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے بجائے ساری توجہ انتخابات کرا کے اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کرنے پر مرتکز رکھی۔ انتخابات کے بعد انہوں نے صادق المہدی کی سربراہی میں بننے والی حکومت کو اقتدار منتقل کر دیا۔ اس کے بعد جنرل سوار الذہب نے سیاست سے مکمل کنارہ کشی اختیار کر لی۔

جون ۱۹۸۶ء میں امہ پارٹی کے سربراہ صادق المہدی کی قیادت میں بننے والی مخلوط حکومت میں ڈیموکریٹک یونینسٹ پارٹی اور نیشنل اسلامک فرنٹ کے علاوہ جنوبی سوڈان کی چار سیاسی جماعتوں کو بھی نمائندگی حاصل تھی۔ مگر ایک سال کے اندر ہی صادق المہدی نے اس حکومت کو ملک کو درپیش مسائل کے حل میں ناکام رہنے کی بناء پر تحلیل کر دیا اور نئی مخلوط حکومت تشکیل دی۔ تاہم ۱۹۸۹ء میں تیسرے فوجی انقلاب نے عمر البشیر کی قیادت میں اس حکومت کا بھی خاتمہ کر دیا جس کی بنیادی وجہ چھ سال سے جاری خانہ جنگی کے خاتمے اور ملک کی اقتصادی حالت بہتر بنانے میں حکومت کی ناکامی بتائی گئی جبکہ صادق المہدی کے بقول جنوبی سوڈان کی تنظیموں کے ساتھ وہ ایک معاہدے پر پہنچ چکے تھے جس کے نتیجے میں خانہ جنگی ختم ہونے کا امکان روشن تھا [1]۔

۱۔ بحوالہ: انٹرویو صادق المہدی، سوڈان ٹریبون۔ ۱۵ اگست ۲۰۰۷ء

صدر عمر البشیر کا دور حکومت

یہ فوجی انقلاب سوڈان کے موجودہ صدر عمر حسن احمد البشیر اور ان کے فوجی ساتھیوں کے ہاتھوں ۳۰ جون ۱۹۸۹ء کو برپا ہوا۔ عمر البشیر اس وقت سوڈانی فوج میں بریگیڈیئر تھے۔ نئی فوجی حکومت نے سیاسی جماعتوں کو معطل کر دیا۔ ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کا اعلان ہوا۔ عمر البشیر نے عبوری انقلابی کمانڈ کونسل برائے قومی نجات تشکیل دی اور اس کے چیئرمین کی حیثیت سے حکومت کے اختیارات سنبھالے۔ اس کونسل کو انتظامی اختیارات بھی حاصل تھے اور قانون سازی کے اختیارات بھی جبکہ عمر البشیر اپنے بنائے ہوئے اس نظام میں بیک وقت ملک اور فوج کے سربراہ بھی تھے، اور وزیر اعظم اور وزیر دفاع بھی۔ نفاذ شریعت کے کام میں تعاون کے لیے عمر بشیر نے نیشنل اسلامک فرنٹ کے سربراہ ڈاکٹر حسن الترابی کو حکومت میں شریک کیا۔ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو عمر البشیر نے اپنے آپ کو ملک کا صدر قرار دے کر انقلابی کمانڈ کونسل کو ختم کر دیا اور تمام مخالف سیاسی جماعتوں پر بھی پابندی لگا دی۔ اس کے کچھ دن بعد انتظامیہ اور مقنّنہ کے وہ تمام اختیارات جو کونسل کے پاس تھے صدر کو منتقل ہو گئے۔ ان کی حکومت نے سوڈانی کرنسی کو سنبھالنے کے لیے جو مسلسل خانہ جنگی کی وجہ سے اپنی ۹۰ فی صد قدر کھو چکی تھی سوڈانی پونڈ کے بجائے سوڈانی دینار جاری کیے۔ ۱۹۹۶ء میں انہوں نے ملک میں ایسے صدارتی انتخابات کرائے جن میں ان کے سوا کوئی دوسرا امیدوار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی پارلیمانی انتخابات بھی ہوئے۔ ڈاکٹر حسن الترابی قومی اسمبلی کے اسپیکر منتخب ہوئے۔ ۱۹۹۸ء میں صدر بشیر اور صدارتی کمیٹی نے ملک میں ایک نیا دستور نافذ کیا جس کے تحت صدر بشیر کی جماعت نیشنل کانگریس پارٹی کے مقابلے میں اپوزیشن کو محدود سرگرمیوں کی اجازت دی گئی۔ ڈاکٹر حسن ترابی اگرچہ اب تک صدر بشیر کی حکومت میں اہم ذمہ داریاں انجام دیتے رہے تھے مگر اس مرحلے پر انہوں نے اختیارات کو صدر سے پارلیمنٹ کی جانب منتقل کرانے کے لیے ایک بل پارلیمنٹ سے منظور کرانے کی کوشش کی۔ صدر عمر البشیر نے اس کوشش کو ناکام بنانے کے لیے ۱۲ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ملک